

228381- وقت شدہ چیز کو بیچنا یا خریدنا جائز نہیں ہے۔

سوال

دو آدمیوں نے اپنی زیادہ تر املاک اللہ کے لئے وقت کر دی تھیں؛ لیکن جب انہیں مالی تنگی کا سامنا کرنا پڑا تو وقت شدہ املاک کا کچھ حصہ فروخت کر دیا، پھر ان کی وفات کے بعد ان کے وارثوں نے ان وقت شدہ املاک کا کچھ اور حصہ بھی فروخت کر دیا۔ اب میرے والد نے ان املاک میں کچھ چیزیں وقت کنندہ کی اولاد سے خریدنے والے شخص سے خرید لیں، تو اب اس میں شرعی حکم کیا ہے؟ کیا میرے والد کو ان املاک کی خریداری کے بعد انہیں ذاتی استعمال میں لانے یا بیچنے پر گناہ ملے گا؛ حالانکہ انہوں نے تو خود یہ چیزیں خریدی ہیں؟

پسندیدہ جواب

اول :

صحیح بخاری: (2764) اور مسلم: (1632) میں ہے کہ عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ نے اپنے کھجور کے درخت صدقہ کرنے چاہے تو آپ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے مشورہ طلب کیا تو انہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: (کھجور کے درخت صدقہ اس طرح کر دو کہ اسے فروخت نہ کیا جائے، نہ ہی تحفے میں دیے جائیں اور نہ اسے وراثت میں تقسیم کیا جائے، ہاں درختوں سے ملنے والا پھل تقسیم کر دیا جائے)

صحیح مسلم کے الفاظ کچھ یوں ہیں: (کھجوروں کے درخت نہ فروخت کیے جائیں اور نہ ہی کوئی انہیں خریدے)

حافظ ابن حجر رحمہ اللہ کہتے ہیں :

"عبید اللہ بن عمر عن نافع کی سند سے امام دارقطنی نے اس حدیث کے یہ الفاظ زائد ذکر کیے ہیں کہ: (یہ کھجوریں جب تک زمین و آسمان رہیں گے وقت ہی رہیں گی)" ختم شد
"فتح الباری" (401/5)

شیخ عبداللہ بسام رحمہ اللہ کہتے ہیں :

"رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے فرمان: (اسے فروخت نہ کیا جائے، نہ ہی تحفے میں دیے جائیں اور نہ اسے وراثت میں تقسیم کیا جائے) سے وقت شدہ مال میں تصرف کا حکم کشید کیا جاتا ہے؛ کیونکہ وقت چیز کی ملکیت تبدیل کرنا جائز نہیں ہے، نہ ہی کوئی ایسی تبدیلی لانا جائز ہے جس سے نقل ملکیت ناگزیر ہو جائے، بلکہ وقت چیز ہمیشہ اپنی اصل پر باقی رہے گی، اس چیز کو وقت کنندہ کی شرائط کے مطابق ہی بغیر کسی کسی پیشی کے کام میں لایا جائے گا" ختم شد

"تیسیر العلام" (ص 535)

اور صحیح مسلم میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے فرمان: (کھجوروں کے درخت نہ فروخت کیے جائیں اور نہ ہی کوئی انہیں خریدے) سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ وقت چیز کو فروخت کرنا یا خریدنا دونوں ہی ناجائز عمل ہیں۔

چنانچہ ابوالحسن الماوردی رحمہ اللہ کہتے ہیں :

"تمام علمائے کرام کا متفقہ موقف ہے کہ وقت شدہ املاک کی خریداری باطل ہے۔" ختم شد

"الحاوی" (332/3)

دوم:

جب انسان کسی چیز کو وقت کر دے تو وہ چیز دائمی طور پر وقت ہو جاتی ہے، لہذا وقت شدہ چیز میں وقت کنندہ کو رد و بدل کرنے کا حق نہیں رہتا، اس لیے اسے نہ فروخت کیا جائے گا، نہ تحفے میں دی جائے گی اور نہ ہی اسے وراثت میں تقسیم کیا جائے گا۔

نیز وقت کنندہ اپنے وقت کرنے کے فیصلے سے رجوع بھی نہیں کر سکتا، چاہے اسے کتنی ہی ضرورت کیوں نہ ہو۔

دائمی فتویٰ کمیٹی کے علمائے کرام سے ایک ایسے شخص کے بارے میں پوچھا گیا جس نے قبرستان کے لئے زمین وقت کر دی، اور کئی سالوں تک اس جگہ میں کسی کو دفن نہیں کیا گیا، یہاں تک کہ وہ شخص اپنی ملازمت سے سبکدوش ہو گیا، اب وہ یہ چاہتا ہے کہ وقت کردہ کھلی یا جزوی زمین واپس لے لے؛ کیونکہ اسے زمین کی ضرورت ہے، تو کیا اس کے لئے ایسا کرنا جائز ہے؟

اس پر کمیٹی نے جواب دیا کہ:

"آپ نے جو زمین وقت کی ہے اسے کھلی طور پر یا جزوی طور پر دوبارہ اپنی ملکیت میں لانا جائز نہیں ہے؛ کیونکہ یہ زمین آپ کے وقت کرنے سے آپ کی ملکیت سے نکل چکی ہے اور صرف اسی کام کے لئے مختص ہو گئی ہے جس کے لئے اسے وقت کیا گیا تھا، چنانچہ اگر اس جگہ پر تدفین کی ضرورت ہو تو اچھی بات ہے وہاں تدفین کی جائے، اگر ضرورت نہیں ہے تو اسے فروخت کر کے رقم کسی اور جگہ قبرستان میں لگا دی جائے، نیز جہاں پر یہ وقت شدہ زمین موجود ہے وہاں کے قاضی کے علم میں لاکر یہ کام کیا جائے۔

آپ کے ریٹائرڈ ہونے کے بعد مالی حالت پتلی ہو جانے پر وقت زمین کو دوبارہ واپس لینے کی گنجائش نہیں بن سکتی، آپ اللہ سے اجر کی امید رکھیں، اور جو زمین آپ نے اللہ کی راہ میں دی ہے اللہ تعالیٰ اس سے بہتر زمین آپ کو عطا فرمائے۔" ختم شد

"فتاویٰ اللجلیۃ الدائمۃ" (96/16)

سوم:

اگر کوئی شخص وقت شدہ چیز پر قبضہ کر لے تو وہ غاصب ہے چاہے وہ خود ہی اس چیز کو وقت کرنے والا اصل مالک ہو، اس پر لازمی ہے کہ وقت شدہ چیز واپس کرے یا اگر بیع نہ ہو چیز واپس کرنا ممکن نہ ہو تو پھر اس کا تبادلہ واپس کرے، یہی حکم ایسے شخص کے لئے بھی ہے جس تک وقت شدہ چیز بیع، کرایہ، تحفہ یا وراثت جیسی کسی بھی صورت میں آجائے۔

جیسے کہ ہم پہلے سوال نمبر: (10323) میں ذکر کر آئے ہیں کہ کوئی غصب شدہ چیز غاصب سے آگے جتنے ہاتھوں سے ہوتی ہوئی گزرے گی وہ سب اس کے ضامن ہوں گے، چنانچہ اگر وہ چیز ان میں سے کسی کے پاس تلف ہو جاتی ہے [تو وہ اس کے مکمل ضامن ہوں گے] مثلاً: خریدار کے پاس تلف ہو جائے یا کرایہ دار کے پاس [ہر ایک اس کا ضامن ہوگا۔]

تمام تر صورتوں میں: اگر فریق ثانی کو حقیقت حال کا علم ہو گیا کہ فریق اول در حقیقت غاصب ہے، تو ایسی صورت میں آخر کار فریق ثانی ہی ضامن ٹھہرے گا؛ کیونکہ وہ کسی کی ملکیت پر جارحیت میں ملوث ہے، لیکن اگر فریق ثانی کو حقیقت حال کا علم نہ ہو تو پھر ضمانت فریق اول پر ہی ہوگی۔

"فتاویٰ کبریٰ" از ابن تیمیہ (418/5) میں ہے کہ:

"صاحب کتاب: "المحرر" کہتے ہیں کہ: اگر کوئی شخص لاعلمی میں کسی غاصب سے غصب شدہ چیز لے لے تو تب بھی وہ [لا علم شخص] غصب شدہ چیز کا اور اس چیز کی کارکردگی کا ضامن ہونے میں غاصب والا حکم رکھتا ہے، ہاں اگر اسے [دھوکے وغیرہ کی وجہ سے] کوئی نقصان ہو تو صرف انہی چیزوں میں غاصب سے رجوع کرے گا جس کا وہ خود ضامن نہیں بنتا۔" ختم شد

ابن رجب رحمہ اللہ "التواعد" (ص 210) میں کہتے ہیں :

"کوئی شخص غصب شدہ چیز کسی غاصب سے اپنے قبضے میں لے اور اسے یہ علم ہی نہ ہو کہ یہ چیز غصب شدہ ہے تو ضلیٰ فقہائے کرام کے ہاں مشہور موقف یہی ہے کہ اس شخص کا حکم بھی غاصب والا ہی ہے، یعنی وہ بھی غاصب کی طرح اس چیز کا اور چیز سے اٹھائے جانے والے فوائد کا ضامن ہے۔" ختم شد

خلاصہ :

آپ کے والد نے وقت شدہ چیز کو خرید ان کا یہ عمل باطل ہے، چنانچہ اس چیز کو اپنی ملکیت میں رکھنا اور اسے استعمال میں لانا جائز نہیں ہے، اس لیے آپ کے والد فروخت کنندہ کے پاس جا کر اپنی ادا کردہ قیمت واپس لیں گے اور وقت املاک اپنی اصلی حالت میں وقت ہی رہیں گی۔ اور وقت املاک کو واپس کرنا آپ پر شرعاً واجب ہے۔

واللہ اعلم